جناب اکرام اللہ شاہد
سابق ڈپٹی سپیکر سرحد اسمبلی

صوبہ سرحد میں نجی سودی قرضوں کے امتناع کا قانون

جمعیۃ علماء اسلام (س) کے ممبر صوبائی اسمبلی اکرام اللہ شاہد صاحب کا پیش کردہ بل

بڑے افسوس کی بات ہے کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان میں سود کو قوانین کے ذریعے تحفظ حاصل ہے اور ان قوانین کے خاتمے کے لئے جتنی کوششیں کی گئیں وہ سرمایہ دارانہ استحصالی نظام کے علمبرداروں کی سازشوں کی وجہ سے ناکام ہوگئیں۔ ۱۹۹۱ء میں وفاقی شرعی عدالت نے سود کو تحفظ دینے والے قوانین کو شریعت سے متصادم قرار دیتے ہوئے انہیں کالعدم قرار دیا تو وفاقی حکومت اس کے خلاف اپیل میں سپریم کورٹ گئی، جس نے دسمبر ۱۹۹۹ء میں وفاقی شرعی عدالت کے فیصلے کو برقرار رکھا اور حکومت کو ان قوانین کے خاتمے کے لئے جون ۲۰۰۱ء تک کا وقت دیا۔ اس مدت کے اختتام پر حکومت نے مزید ایک سال کا وقت مانگا جو اسے دیا گیا اور پھر جون ۲۰۰۲ء میں یونائیٹڈ بینک کی جانب سے نظرثانی کی درخواست پر فیصلہ سناتے ہوئے سپریم کورٹ نے نہ صرف اپنے پچھلے فیصلے کو معطل کردیا، بلکہ وفاقی شرعی عدالت کے فیصلے کو بھی معطل کرتے ہوئے کیس ازسرنو وفاقی شرعی عدالت کے پاس بھیج دیا۔ تاحال اس کیس کی باقاعدہ سماعت شروع نہیں ہوسکی۔

طرفہ تماشا یہ ہے کہ پاکستان کی اسلامی مملکت میں بینکوں کے علاوہ نجی سطح پر افراد کو بھی سود پر قرضے دینے کی اجازت تھی اور اس کو مغربی پاکستان پرائیویٹ منی لینڈرز آرڈی نینس ۱۹۶۰ء کے تحت تحفظ دیا گیا۔ مغربی پاکستان کے ون یونٹ کے اختتام پر یہ قانون چاروں صوبوں میں رائج رہا اور صوبہ سرحد میں اسے ''صوبہ سرحد پرائیویٹ منی لینڈرز آرڈی نینس ۱۹۶۰ء'' کا نام دیا گیا۔ جیسا کہ عام طور پر دیکھا جاتا ہے نجی سودی قرضوں نے غریب عوام کی کمر توڑ کر رکھ دی ہے، اور ان سودی قرضوں میں جکڑے ہوئے غریب اور بے بس لوگ اپنا سب کچھ لٹا کر بھی قرضہ ادا نہیں کرپاتے۔ بینکوں اور دیگر مالیاتی اداروں سے متعلق سودی قوانین کے خاتمے کے سلسلے میں یہ عذر پیش کیا جاتا رہا ہے کہ اس سلسلے میں بہت زیادہ کام کی ضرورت ہے اور متبادل راستے دریافت کرنے چاہئیں، نیز ابھی ان کا معاملہ عدالت میں زیر

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے یہ سعادت صوبائی اسمبلی صوبہ سرحد میں جمعیت علمائے اسلام (سمیع الحق گروپ) کے تنہا رکن، سابق ڈپٹی اسپیکر جناب اکرام اللہ شاہد صاحب کو حاصل ہوئی کہ انہوں نے نجی سودی قرضوں پر پابندی اور اس فعل کے مرتکب کو سزا دینے کے لئے اکتوبر ۲۰۰۵ء میں ایک بل صوبائی اسمبلی میں پرائیویٹ ممبر بل کے طور پر پیش کیا۔ اس بل پر محکمہ قانون، محکمہ خزانہ اور محکمہ داخلہ نے تقریباً دو سال غور وخوض کیا اور بالآخر جناب اکرام اللہ شاہد کی طویل جدوجہد اور سخت محنت کے بعد یہ بل جون ۲۰۰۷ء میں اسمبلی میں پیش ہوا۔ ۲ جولائی ۲۰۰۷ء کو اس بل پر اسمبلی میں بحث ہوئی اور حزب اختلاف اور حزب اقتدار کے مختلف اراکین نے اس کی شقوں پر اظہار خیال کیا۔

اس سلسلے میں نہایت خوش آئند امر یہ ہے کہ یہ بل اسمبلی کے تمام اراکین کے اتفاق رائے سے منظور کیا گیا اور اس کی مخالفت میں ایک ووٹ بھی نہیں پڑا۔ فالحمد للہ علی ذلک ! اس کے بعد یہ بل اسمبلی کے قواعد اور آئین کے تقاضوں کے مطابق گورنر صوبہ سرحد کو بھیجا گیا جنہوں نے ۳۱ جولائی ۲۰۰۷ء کو اس بل پر دستخط کر دیے۔ گورنر کے دستخطوں کے بعد اب یہ بل قانون بن گیا ہے۔ اس قانون کی چند اہم خصوصیات یہ ہیں:

اس قانون میں صراحتاً سودخوری کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ جنگ قرار دیا گیا ہے۔ پاکستان میں پہلی دفعہ کسی قانون کے متن میں یہ تصریح کی گئی ہے۔ اسی طرح پہلی دفعہ کسی قانون میں شریعت کے اصولوں کو مدنظر رکھتے ہوئے ''سود'' کی تعریف پیش کی گئی ہے، جو یوں ہے:

'' 'سود' کے مفہوم میں قرض کے طور پر دیے جانے والے اصل زر پر لیا جانے والا ہر طرح کا چھوٹا یا بڑا اضافہ شامل ہے، قطع نظر اس سے کہ قرض تجارتی غرض سے دیا گیا ہو یا کسی اور غرض سے، چاہے اس اضافے کو سود کے طور پر عائد یا وصول کیا جاتا ہو یا نہیں۔''

اس قانون کے تحت سود پر قرضے دینے کا جرم نا قابل ضمانت اور نا قابل صلح ہے، یعنی سودخور مقروض کو ڈرا دھمکا کر یا دیگر ذرائع سے صلح پر مجبور کرے تب بھی اس کی سزا معطل نہیں ہو سکے گی۔ اس قانون کے بعد سودی قرضے کا معاملہ سودخور اور مقروض کا نجی معاملہ نہیں رہا، بلکہ ریاست اور معاشرے کے خلاف جرم بن گیا ہے۔

اسی طرح مقروض چاہے خوف کی وجہ سے مقدمہ دائر نہ کر سکتا ہو، یا ایف آئی آر نہ کٹوا سکتا ہو، پولیس از خود کاروائی کر کے سودخور کو گرفتار کر کے عدالت میں پیش کر سکتی ہے اور اس سلسلے میں اسے پہلے عدالت سے وارنٹ حاصل کرنے کی بھی ضرورت نہیں ہے، کیونکہ اس قانون کے تحت سودخوری قابل دست اندازی پولیس جرم ہے۔

اس قانون کے تحت سودخوری کی سزا دس سال تک قید اور پانچ لاکھ روپے تک جرمانہ ہے۔ نیز اس قانون کو دیگر قوانین پر بالادست حیثیت بھی دی گئی ہے، چنانچہ اس قانون کے دیگر قوانین کے ساتھ تصادم کی صورت میں اسی قانون

کی دفعات پر عمل کیا جائے گا۔

وطن عزیز سے سود کی لعنت کے خاتمے کے لئے صحیح سمت میں پہلا قدم اٹھانے پر ہم جناب اکرام اللہ شاہد اور دیگر اراکین اسمبلی کو مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی مساعی قبول کرے اور ان کو جزائے خیر دے۔ آمین!

ذیل میں اس قانون کا متن قارئین کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے۔

قانون کا متن

شمال مغربی سرحدی صوبہ نجی سودی قرضوں کے امتناع کا قانون مجریہ ۲۰۰۷ء

ہر گاہ کہ شریعت اسلامی نے قرضوں پر سود کی وصولی کو قطعی اور صریح الفاظ میں حرام قرار دیا ہے اور اسے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ جنگ قرار دیا ہے۔

اور ہر گاہ کہ دستور پاکستان کے تحت ضروری قرار دیا گیا ہے کہ اس قسم کے اقدامات اٹھائے جائیں کہ پاکستان کے مسلمان انفرادی اور اجتماعی سطح پر اسلام کے بنیادی تصورات اور قواعد واصول کے تحت زندگی بسر کر سکیں اور وہ قرآن وسنت کے مطابق زندگی کا مفہوم سمجھنے کے قابل ہو سکیں۔

اور ہر گاہ کہ یہ قرین مصلحت ہے کہ صوبۂ سرحد میں نجی سطح پر سودی قرضے دیے جانے کے عمل کا سد باب کیا جائے اس لئے حسب ذیل قانون سازی کی جاتی ہے:

لہٰذا درج ذیل قانون کا نفاذ کیا جاتا ہے:

دفعہ ۱: مختصر عنوان، وسعت اور آغاز:

(۱) اس قانون کو ''شمال مغربی سرحدی صوبہ نجی سودی قرضوں کے امتناع کا قانون ۲۰۰۵ء'' کہا جائے گا۔

(۲) اس کا اطلاق پورے شمال مغربی سرحدی صوبے پر ہوگا۔

(۳) یہ فوری طور پر نافذ العمل ہوگا۔

دفعہ ۲: تعریفات:

قانون ہذا میں جب تک کہ سیاق وسباق سے اس کے برعکس مستنبط نہ ہو، مندرجہ ذیل اصطلاحات کا وہ مفہوم ہوگا جو یہاں بیان کیا جاتا ہے، یعنی:

(۱) ''حکومت'' سے مراد شمال مغربی سرحدی صوبے کی حکومت ہے۔

(۲) ''صوبے'' سے مراد شمال مغربی سرحدی صوبہ ہے۔

(۳) ''مقرر کردہ'' سے مراد قانون ہذا کے تحت وضع کیے گئے قواعد ہیں۔

(۴) ''نجی سودی قرضے دینے والا'' وہ شخص ہے جو سود پر رقم قرض دیتا ہے، لیکن اس کے مفہوم میں وہ ادارے شامل نہیں ہیں جنہیں وفاقی یا صوبائی حکومت نے بطور بینک یا مالیاتی کارپوریشن یا کوآپریٹو سوسائٹی کے طور پر تشخص عطا کیا ہو۔

(۵) ''سود'' کے مفہوم میں قرض کے طور پر دیے جانے والے اصل زر پر لیا جانے والا ہر طرح کا چھوٹا یا بڑا اضافہ شامل ہے، قطع نظر اس سے کہ قرض تجارتی غرض سے دیا گیا ہو یا کسی اور غرض سے، چاہے اس اضافے کو سود کے طور پر عائد یا وصول کیا جاتا ہو یا نہیں۔

دفعہ ۳: نجی سودی قرضوں کی ممانعت

صوبے میں کسی شخص کو انفرادی یا اجتماعی طور پر نجی سودی قرضے دینے کی اجازت نہیں ہوگی۔

دفعہ ۴: جرم نا قابل ضمانت اور نا قابل صلح قانون ہذا کیخلاف ورزی نا قابل ضمانت اور نا قابل راضی نامہ جرم ہے

دفعہ ۵: قابل دست اندازیٔ پولیس جرم قانون ہذا کی دفعہ ۳ کی خلاف ورزی مجموعۂ ضابطۂ فوجداری مجریہ ۱۸۹۸ء (Act V of 1898) کی دفعہ ۴(۱)(f) کے مفہوم کے مطابق قابل دست اندازیٔ پولیس جرم ہے۔

دفعہ ۶: سزا دفعہ ۳ کی خلاف ورزی کے مرتکب شخص کو دس سال تک قید یا پانچ لاکھ روپے تک جرمانے کی سزا یا دونوں سزائیں سنائی جائیں گی۔

دفعہ ۷: قواعد قانون ہذا کے مقاصد کے حصول کے لئے حکومت قواعد وضع کر سکے گی۔

دفعہ ۸: تنسیخ شمال مغربی سرحدی صوبہ منی لنڈرز آرڈی نینس (W.P. XXIV of 1960) قانون ہذا کے ذریعے اس حد تک منسوخ کیا جاتا ہے جہاں تک وہ قانون ہذا کے ساتھ متصادم ہو۔

دفعہ ۹: بالاتر حیثیت رائج الوقت کسی بھی دوسرے قانون کے علی الرغم قانون ہذا کے مضامین نافذ العمل ہونگے۔

پیش کنندہ: اکرام اللہ شاہد ایم پی اے

سابق ڈپٹی سپیکر سرحد اسمبلی

خط و کتابت کرتے وقت اپنے خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیجئے۔